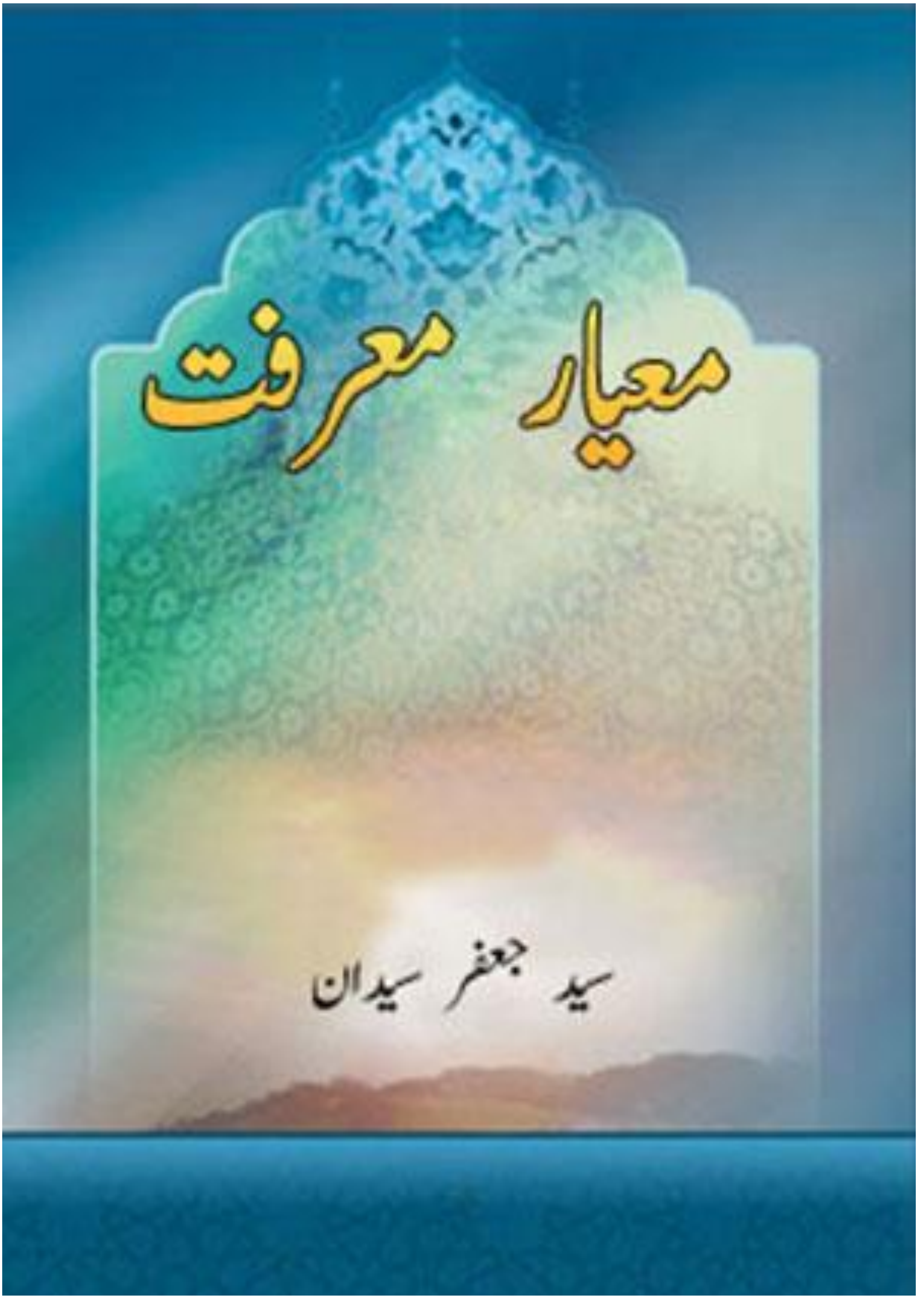
معیار معرفت
سید جعفر سیدان

یہ کتاب برقی شکل میں نشرہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

معیار معرفت

مؤلف: استاد المحقق سید جعفر سیدان
مترجم: محمد حسین بہشتی

مشخصات

نام کتاب : ________________________ معیار شناخت
مؤلف:__________________________ استادالمحقق سید جعفر سیدان
مترجم:__________________________ محمد حسین بہشتی
تصحیح :__________________________ شبیہ الحسن فیضی
کمپیوزنگ:_______________ _______ کوثرنقوی

پیشگفتار

دین کے پر اہمیت موضوعات میں سے ایک یہ ہے کہ دینی معارف کی شناخت کے لئے صحیح اور درست راستہ کو پا لیا جائے۔ کیونکہ انسان کا نظریہ راستہ کے انتخاب کرنے میں تغیر کرتا رہتا ہے اور اس کے نتیجہ میں انسان کے لئے ایسے اعتقادات حاصل ہوتے ہیں کہ آخر کار یہ اعتقادات انسان کی کامیابی یا گمراہی کے باعث بنتے ہیں۔

لہٰذا بعض دوستوں کے سوال کی بنا پر مسائل اعتقادی کے معیار شناخت کے بارے میں ایک مقالہ: دیماہ ۱۳٦٤ (ایرانی تاریخ کے مطابق) میں اسی موضوع شناخت کے سلسلہ میں کیہان فرہنگی نامی مجلہ میں چھپا تھا۔ مگر اسے تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ مختصر طور پر مسائل اعتقادی کے معیار شناخت کے بارے میں کتابچہ کی شکل پیش کیا گیا ہے۔

امید ہے کہ صحیح اعتقادات تک پہنچنے کے لئے ایک مفید قدم اٹھایا ہو۔

کیہان فرہنگی کا مقدمہ

کیہان فرہنگی کی ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ اس کی ایک مناسب موقعیت رہے تاکہ ملک کے مفکرین و دانشوروں کو اپنے افکار وآراء اور نظریات کو مختلف موضوعات کے بارے میں نقد و تنقید کا موقع فراہم ہو۔ اور اس کے صفحات ایک زینہ کی حیثیت رکھیں فکری و نظری بحثوں کی رشد و ارتقاء کے لئے، اسی طرح ہمارے سماج کے حوادث و مشکلات اور مسائل کے راہ حل کے لئے ایک مناسب فضا وجود میں لائے۔

آخر کار اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اپنی حد تک مشکلات فکری کے حل کرنے اور ارتقاء وترقی کے لئے اس قسم کے مطالب و مباحث مفید ثابت ہوں۔

اسی چیز کے پیش نظر ایسے مقالے کی تلاش میں رہتے ہیں تاکہ ارتقاء کا تازہ اور نیا زینہ فراہم کریں ان کی نگاہیں ہمیشہ ایسے مطالب کی تلاش میں رہتی ہیں، یہ صحیح ہے کہ اس ارتباط کے سلسلہ انھیں مفید تجربہ حاصل ہے۔ اوران کا اعتقاد ہے کہ تجربے کے ذریعہ باق راستوں کو طے کیا جائے اور اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔

دوبارہ تمام صاحبان فکر و نظر اور مفکروں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ افکار و آراء کی بحثوں میں شرکت فرمائیں۔ اس کا نتیجہ ملک کے اندر نونہالوں کے تفکر کی ثمرآوری و شگوفائی کا باعث بنے گا۔ لوگوں کو چاہیئے کہ اس نشریہ کی امداد و اعانت سے دریغ نہ کریں۔

درج ذیل نوشتہ، کلام وحی ماننے والوں اور فلاسفہ کے درمیان جو فرق ہے اس کو میزان شناخت کے عنوان سے حاضر خدمت کیا جارہا ہے جو مطالعہ کرنے والوں کی نگاہوں سے گزرے گا۔

کیہان فرہنگی، شمارہ ۱۰، سال دوم، دی ماہ ۱۳٦٤۔

گفتار مترجم

استاد محقق حضرت آیۃ اللہ سید جعفر سیدان کی شخصیت، تعارف کی محتاج نہیں ہے، بس آپ کے لئے یہی کافی ہے کہ حوزہ علمیہ مشہد مقدس میں ایک مایۂ ناز استاد، مفکر، محقق اور دانشور کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور مشہد مقدس میں استاد سیدان کو بہ عنوان استاد متکلم ،فقیہ ،عارف مفسر اورپورے ایران اسلامی میں اہل علم و دانش کے درمیان آپ ایک عظیم خطیب ، منقولات اور معقولات کے ماہر استاد اور مسلک تفکیک کے سر برآوردہ رہنمائوں میں سمجھے جاتے ہے، علمی دنیا میں آپ ایک خستگی ناپذیر مجاہد اور مذہب حقہ اثناعشریہ کے عظیم مدافع اور مبلغ ہیں آپ صفرہ درس پر ایک کہنہ مشق استاد ،منبر سلونی کے ایک مایہ ناز سخنور ،کلام اللہ مجید کی نشرو اشاعت میں ایک عظیم مفسر، خصوصا علم کلام میں آپ کی ایک پہچان ہے نیزآپ کو عالیقدر استاد کے طور مانا جاتا ہے، آپ نے اب تک کئی علمی ،فکری اعتقادی اور فلسفی نکات پر قلم فرسائی کی ہے جس میں سے ایک کتاب(بنام) میزان شناخت ہے جس کا ترجمہ آپ کے مبارک ہاتھوں میں (بنام معیار شناخت)موجود ہے انشاء اللہ المستعان مورد پسند قرار پائے گی۔

بس خدا وند منّان سے دعا کرتے ہیں کہ موصوف کو راہ حق و حقیقت میں مزید توفیق عطا فرمائے اور راہ حق و معرفت میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی عنایت کرے۔

لطف عالی متعالی

محمد حسین بہشتی

حوزۂ علمیہ مشہد مقدس (ایران)

معیار شناخت(Epistemology)

غورو فکر اور شناخت کی اہمیت کو ملاحظہ کرتے ہوئے اور یہ کہ صحیح شناخت، انسان کے اہم ترین امتیازات میں سے ایک ہے، کسی چیزکی صحیح پہچان ہی اس کی معرفت ہے ہم اختصار کے ساتھ اہم بشری مکاتب اوراس کے معیار شناخت کے بارے میں بحث کریں گے اس کے بعد بعض راہ و روش اور طور طریقوں کا مقابلہ کرتے ہوئے صحیح پہچاننے کے طریقے پیش کریں گے۔ جیسا کہ فہم اوردرک کی قدرو قیمت اوراس کی حقیقت وسند مختلف ادیان اور ملل کے لئے قابل قبول ہیں اس کے باوجوددانشوروں اور ہستی و جہان کے حقائق میں تحقیق کرنے والوں نے صحیح پہچان کے بارے میں متعدد طریقے اورآرائیںبیان کئیہیں۔

مادیوں کا مکتب(Materialistic School)

مادیوں کی نظرمیں حق و حقیقت تک پہنچنے کا راستہ حس و تجربہ ہے یہ لوگ کہتے ہیں وہ افکار اور آراء جو حس اور تجربہ کی بنیاد پر معین اور مشخص ہوئے ہیں وہ قابل قبول ہیں اور بس۔ لہذا حس و تجربہ کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے مذکورہ نظریہ کا جواب موجودہے :ہاں بہت سے حقائق تک پہنچنے کے لئے حواس بڑا کردار ادا کرتا ہے اسی وجہ سے یہ کہا گیا ہے:

"من فقَدَ حِسًا فَقَدْ فَقَدَ علمًا"؛

جو حواس میں کسی ایک کو کھودے تو یقینا اس نے علم کا ایک حصہ کھودیا ہے۔

بیشمار دلائل موجودہیں جو مادیوں کے نظریہ کو باطل کرتے ہیں ہم ان میں سے بعض کو یہاں بیان کریں گے۔

الف: حواس کی خطا قطعی اور بدیہی باتوں میں سے ہے اور سب کے لئے قابل قبول ہے اسی وجہ سے خود حس، کسی میزان اور وسیلہ کی محتاج ہے۔

ب: مختلف علوم کے کلی قوانین، مثلا ریاضی ،فیزکس اوردوسرے علوم جو سب کے لئے قابل قبول ہیں لیکن اس کے باوجود ان علوم کیتمام قانون حس کے ذریعہ حاصل نہیں ہوئے۔اور حس کے ذریعہ ان کی تحقیق نہیں ہوئی ہے۔

صوفیوں کا مکتب(Sufi School Of Thought)

صوفیوں کی نظرمیں عقلی اور فکری اہمیت کے ساتھ بہت سے عادی مسائل میں کسی حق و حقیقت تک پہنچنے کا معیار اور ذریعہ کشف اور مکاشفہ ہے اورکہتے ہیں "پائے استدلالیان چوبین بود"

یہ لوگ اس بات کے معتقدہیں کہ انسان ہستی کے مہم حقائق کو بغیر کشف و شہود کے نہیں سمجھ سکتا لہذا اہل استدلال و منطق کو بہت سے مسائل میں عاجزاور ناچار سمجھتے ہیں اورکہتے ہیں ان حقائق تک پہنچنے کا راستہ (طورو وراء طور العقل) ہے۔ (۱)

ان لوگوں کے نظریہ بھی نامکمل اور خدشہ دار ہیں۔

اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہوسکتا ہے کشف و شہود بعض موقعوں پر حقیقت کو پالیں لیکن کسی حق و حقیقت تک پہنچنے کا معیار نہیں بن سکتے ہیں، کیونکہ:

پہلا:

بہت سے موارد میں کشف کرنے والے افراد ایک دوسرے سے اختلاف اور تضاد رکھتے ہیں اس وجہ سے صحیح اور غلط کی پہچان کے لئے مکاشفہ کے علاوہ کسی دوسرے معیار کی ضرورت ہوگی۔

---

(۱) عقل کی حالت و کیفیت کے ماوراء ایک حالت کا نام ہے۔

دوسرا:

احتمال پایا جاتا ہے کہ جو کچھ مکاشفہ میں مشاہدہ ہوا ہے یہ وہی ریاضت اور مکاشفہ کے مقدمہ کا اثر ہو نہ کہ حقیقت اور واقع تک پہنچنے کا معیار، اس سلسلہ میں بہت سی مثالیں موجود ہیں مثال کے طور پر کسی دوا کے استعمال سے جو اثر اور حالت پیدا ہوتی ہے یہ وہی دوا کا اثر ہے نہ کہ حقیقت اور واقع کا آشکار کرنے والا۔[1]

---

(۱) ثالثا: یہ کہ بہت سے کشف وشہود ایسے ہیں جو ہمارے یقینی وقطعی مسائل کے خلاف ہیں لہذا وہ معیار شناخت نہیں بن سکتے۔

جیسے محی الدین بن عربی کا کشف ہے کہ خصوص الحکم کے فص داودیۃ میں کہتے ہیں :

"ولھذا مات رسو ل الله صلی الله علیه وآله وما نص بخلافة عنه الی احد ولا عینه لعلمه ان فی امته من یاخذ الخلافة عن ربه فیکون خلیفة عن الله مع الموافقة فی الحکم المشروع فلماعلم ذلک لم یحجر الامر.

صاحب کتاب ممدا لھمم ،شرح فصوص الحکم ،ص ۱۴۰، پر اس عبارت کی شرح کے بعد حاشیہ میں کہتے ہیں :

اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنا جانشین معین کیا ہے اور وہ امیر المومنین حضرت علی ہیں ۔چنانچہ اس میں بھی شک نہیں ہے کہ رسول خدا نے رحلت کے وقت اپنا خلیفہ و جانشین معین نہیں کیا اس لئے کہ جب آپ ﷺ نے کاغذ و قلم مانگا تو عمر نے کہا: کتاب خدا ہمارے لئے کافی ہے (وان الرجل لیھجر) "یہ شخص ہذیان بک رہا ہے "اور یہ مسئلہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ کے حضور میں نزاع و جھگڑے کی حد تک پہنچا جیسا کہ اس کی تفصیل فریقین (شیعہ سنی) کی کتابوں میں مذکور ہے۔

جبکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ جانتے تھے کہ ان کی امت میں ایسا شخص موجود ہے کہ جو خلیفہ ہے اور حقیقت میں وہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کا جانشین ہے۔

اور اگر لفظ میں بہت زیادہ ثبوت وجمود کیا جائے تو کہنا چاہیئے کہ شیخ ،صاحب عصمت نہ تھے اور اول کتاب میں تصریح کے طور پر کہا ہے کہ میں رسول ونبی نہیں ہوں ۔ لیکن وارث اور پاسبان آخرت ہوں ۔ اور چونکہ وہ صاحب عصمت ،رسول اور نبی نہیں ہے لہٰذا اس کا کشف اس کے اعتقاد کے مطابق اورانس و الفت کے سابقہ کی بنا پر حق تعالیٰ کی جانب سے ہے جس میں اشتباہ واقع ہوا ہے۔

فلاسفہ کا مکتب (School Of Philosophy)

فلاسفہ کی راہ و روش کے مطابق تنہا عقل معیار حق و حقیقت ہے اور اس مکتب میں جو کچھ بھی عقل و فکر اور دلیل سےحاصل نہ ہوں وہ معتبر نہیں ہیں اور وہ اعتبار سے ساقط ہیں ، اس کو قبول نہیں کرتے ہیں ، لہٰذا یہ روش بھی پہلے والی راہ و روش کی طرح شرعی اور مکتب وحی کے مطابق مثبت اور منفی ہونے کے حوالے سے قابل ذکر نہیں ہے یعنی ایک فلسفی دلیل اور برہان کی بنیاد پرراستہ طے کرتا ہے وہ اپنی راہ و روش کے موافق اور مخالف ہونے کے نتیجہ کے بارے میں شریعت کو مورد توجہ قرار نہیں دیتا ہے اس ضمن میں اسلامی فلسفہ کے حوالے سے جو بات آتی ہے وہ آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

میری نظر میں اعتراضات میں سے ایک اعتراض جو راہ و روش فلسفی کے بارے میں ہے وہ یہ کہ کہا جاتا ہے عقل جہاں بھی واقعی معنیٰ میں راہ پیدا کرے جو کچھ بھی درک کرے اور حکم کرے تو بغیر کسی چوں و چرا کے قابل قبول ہے لیکن دوسری طرف بہت سے عقلاء اور دانشوروں کی طرف سے جو حکم ، اساسی اختلاف وہ بھی تضاد کی حد تک بہت سے مہم مسائل میں جو فلسفی کتابوں میں موجود ہیں ان کی طرف رجوع کرنے سے پتہ چلتا ہے تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ عقل کو تمام مسائل میں راہ نہیں حاصل ہے اس حوالے سے عقل محدود کی شعاع سے بہت سے مہم مسائل، نور عقل کے دسترس سے خارج ہیں نیز بہت سے مسائل، جو عقل کے دائرہ میں آتے ہیں ان مراحل میں بھی عقل کا ان حقیقتوں تک پہنچنا بہت دشوار دقیق ہے،یہاں تک کہ ان حقائق تک رسائی فقط ان عظیم المرتبہ انسان کے بس میں ہے۔

لہذا ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ عقل کا استعمال بہت ہی محدود ہے اس لحاظ سے تمام مسائل میں عقل سے استفادہ نہیں کیا جاسکتا ہے اس کے مدنظر فلسفی راہ و روش کو معیار کامل اور کافی و وافی نہیں جانا سکتا ہے۔

شیخ الاشراق اور شیخ الفلاسفہ کے نظریہ کے بنیادی اختلافات:

تضاد کی بنیاد اور نظریات شیخ اشراق اور شیخ الفلاسفہ ابن سینا اور اخوند ملا صدرا اور دوسرے فیلسوف حضرات، اکثر اہم مسائل علم جیسے ارادہ، حدوث، قدم اور خدا کے فاعل ہونے کے بارے میں، جوہر میں حرکت، اتحاد عاقل و معقول اور اصالت وجود، تشکیک، وحدت وجود، مسئلہ روح، کیفیت حشر و معاد اور دوسرے فلسفی مسائل جو مکمل طور پر اس راہ و روش کو پُر خطر او رنا امن بنادیتے ہیں مذکورہ بالا نظریات سے ہم نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ حجیت عقل اپنی جگہ محفوظ، لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ عقل کی کارکردگی بہت محدود ہے اس محدودیت میں اطمینان کے ساتھ تمام مباحث اور مسائل پر اعتماد نہیں کرسکتے ہیں اس وجہ سے یہ بات واضح ہے کہ حقائق ہستی اور جہان تک پہنچنے کا صحیح راستہ اور طریقہ اسی مستقلات عقلیہ کے حدود میں کہ جس میں عام طور سے اتفاق و اتحاد پایا جاتا ہے وہی عقل پر منحصر ہے اور اسی پر اعتماد و بھروسہ ہے۔

خداوند عالم کی واحدانیت اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی رسالت اور مکتب وحی پر اعتقاد کے بعد جو اسیعقلی فطری ثابت ہوتی ہے، اطمینان بخش، صحیح راستہ اس وحی الٰہی میں تدبر اور تعقل ہے اور جو کچھ وحی کے ذریعہ سند اور دلالت کے اعتبار سے روشن و واضح طورپر استفادہ ہو وہی قابل اطمینان اور حق حقیقت ہے اس صورت کیعلاوہ انسان کے لئے بڑی بڑی غلطیوں اور لغزشوں میں واقع ہونے کا خطرہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کے سرپر منڈلاتا رہے گا اسی مطلب کو مرحوم شیخ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب رسائل میں قطع (یقین) کی بحث میں ذکر کیا ہے:

"واوجب من ذلک ترک الخوض فی المطالب العقلیة النظریه لادراک ما یتعلق باصول الدّین فانه تعریض للهلاک الدائم والعذاب الخالد وقد اشیرالی ذلک عند النهی عن الخوض فی مسئلة القضاء والقدر ـ"

احکام میں عقلی استدلال پر اعتماد کو ترک کرنے سے واجب تر ہے کہ غور و فکر کیا جائے عقلی و نظری مطالب میں جو اصول دین سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہیہ طور اور طریقہ انسان کے لئیدائمی ہلاکت اور ہمیشگی عذاب کا باعث ہے۔ جیسا کہ مسئلہ قضا و قدر میں غورو خوض کرنے سے منع کرتے وقت اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

میں بحث کے اس حصہ میں تین مطلب کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں:

الف: اگر کہا جائے مختلف مسائل میں فلاسفہ کے اختلاف کو بنیاد بنا کر نہیں کہا جاسکتا ہے کہیہ فلسفی روش کے غلط اور عدم اطمینان کی دلیل ہے، جس طرح اختلاف فقہاء کو فقہ و فقاہت غلط ہونے کی دلیل نہیں بنا سکتے اسی طرح اختلاف فلاسفہ کو دلیل نہیں بناسکتے ہیں، تو عرض کروں گا روش فلاسفہ کو روش فقہاء سے مقائسہ کرنا اس اعتبار سے صحیح مقائسہ نہیں ہے، کیونکہ

اول:

فلسفیوں کا قطعی طور پر حق و حقیقت تک پہنچنے کا دعویٰ ہے لیکن ان کے درمیان ایک دوسرے سے شدید اختلافات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ ان کی کہی ہوئی بات قطعی و یقینی نہیں ہوگی لیکن فقہاء نے قطعی و یقینی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا ہے ان کے اختلافات ان کے مدعا کے خلاف کسی چیز کو ثابت نہیں کرتے بلکہ ان کا کہنا ہے کہ ہمارے استنباط بہت سے موارد میں ہمارے لئے اطمینان بخش ہیں۔

دوسرے:

فقہاء نے اپنی تکلیف اور ذمہ داری کے مطابق عمل کیا وہ ذمہ داری اور مسئولیت جو قطعی اور یقینی ہے قرآن اور حدیث اور معصومین (ع) کے فرامین میں رجوع کیا ہے اور دو ثقل عظیم سے تمسک کیا ہے، استنباط میں اگر اشتباہ کریں، غلطی کریں تو یہ لوگ معذور ہیں کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

لیکن اس کے برعکس فلاسفہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ واقعیت و حقیقت کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں کیونکہ عقائد اور معارف اسلامی کے ساتھ ارتباط رکھتے ہیں اسی لئے راستہ بھییقینی ہونا چاہیئے اگرایک احتمال بھی ہزاراحتمال میں واقع کے خلاف دیں تب بھی چاہیئے کہ تمام کے احتمالات کو نظر انداز کر کے واقع کو جس طرح سے وہ ہے مبہم ہو یا مجمل اور جو کچھ بھی اعتقاد رکھیں بلکہ وحی کو قبول کرنے کے حوالے سے ان لوگوں کو وحی کے بارے میں تدبر اور دقت نظر سے کام لینا چاہیئے۔

۲۔ مرحوم شیخ انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ اصول دین میں عقلی استدلال سے پرہیز کرنا ضروری ہے حالانکہ فقہائے کرام اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

"اصول دین میں تقلید جائز نہیں ہے"۔

ان دو مطالب کو کیسے جمع کریں اور سلجھائیں نیز کس طرح بیان کریں؟ تو ہمارا جواب ہے کہ ان دو مطالب کے درمیان کوئی اختلاف اور منافات نہیں ہے اس کے علاوہ یہ ہے کہ اجتہاد بعض موارد میں منقول اسناد کی بنیاد پر جیسےمعاد اور امامت ہے اور عقلی استدلالات سے نفی کرنے سے مراد اصول دین میں مستقلات عقلیہ کی نفی نہیں ہے بلکہ مستقلات عقلیہکا حجت ہونا یقینی اور واضحہے اس بنا پر اصول دین میں اجتہاد کا لازمہ درج ذیل دو معنی میں سے ایک معنی ہے:

الف:۔ اصول دین مستقلات عقلیہ اور فطری عقل کی بنیاد پر ہو جیسے توحید اور نبوت۔

ب:۔ اصول دین مستند اور معتبر دلیلوں کی بنیاد پر ہو جیسے معاد اور امامت۔

بہرحال اصول دین میں کسی دوسرے کی تقلید اور پیروی جائز نہیں ہے بلکہ فطری عقل کے ذریعہ انسان خود درک کرے اور مقصد وواقع تک پہنچنے ، اگرچہ تذکرہ اور یاددہانی کے ذریعہ کیوں نہ ہو ۔ جیسے توحید اور نبوت یا دوسرے مطالب کو سمجھنے کے لئے کتاب و سنت کا سہارا لیا جائے۔

٣۔اگر کہا جائے جو کچھ بھی فلاسفہ کے بارے میں کہا گیاہے وحی اور شرعی دلیل کے حوالے سے مثبت یا منفی طور پر ان کے لئے ثابت نہیں ہے ۔ یہ وہ بات ہے جو غیر اسلامی فلاسفہ کی نسبت یا کلی طور پر فلسفی روش کی بنیاد کے بارے میں بمعنای خاص کلمہ ہے جیسا کہ مشہور فلسفی جناب ملاہادی سبزواری اپنی کتاب شرح منظومہ میں حصہ فلسفہ صفحہ ٦٨ پر ان الفاظ کے ساتھ رقم طراز ہیں :

ضرورة القضيةالفعلية

لوازم الاول والمهية

اس کی شرح میں آیا ہے :

"قولنا المتصدين لمعرفته الحقايق وهم اربع فرق، لانهم اما ان يصلوا اليها بمجرد الفكر او بمجرد تصفيه النفس بالتخلية والتخلية او بالجمع بينهما فالجامعون هم الاشراقيون والمصفون هم الصوفيه والمقصرون على الفكر اما يواضبون موافقة اوضاع ملة الاديان وهم المتكلمون او يبحثون على الاطلاق وهم المشائون والفكر مشى العقل اذ الفكر حركة من المطالب الى المبادى ومن المبادى الى المطالب"۔

وہ لوگ جو حق و حقیقتکی شناخت کی جستجو اور تلاش میں ہیں چار گروہ میں تقسیم ہوتے ہیں چونکہ یہ لوگ فقط فکر کے ذریعہ حقائق تک پہنچنے کی تلاش میں ہیں ۔ یا تزکیہ نفس اور بری چیزوں سے پرہیز نیز اپنے نفس کو خوبیوں سے مزین اور اپنے اخلاق کو ٹھیک کرکے ان مقاصدتک پہنچتے ہیں اور معرفت حاصل کرتے ہیں یا ان دونوں کو جمع کرکے فکر اورتزکیہ وتہذیب نفس کے میدان میں آگے بڑھ جاتے ہیں انھیں اشراقیون اور وہ جماعت جو صرف تزکیہ نفس کی بنیاد پر آگے بڑھتی ہے انھیں صوفیہ کہتے ہیں وہ لوگ جو تنہا فکر پراعتماد کرتے ہیں اور ادیان کا لحاظ کرتے ہیں ان کو متکلمین کہتے ہیں وہ لوگ جو تنہا فکر پراعتماد کرتے ہیں بغیر کسی ادیان و مذاہب کے وہ فلاسفہ مشاء ہیں ۔ مگر اسلامی فلاسفہ نے بار بار تصریح کی ہے کہ وہ فلسفہ جو شرع اور شریعت کے خلاف ہو مطرود اور غلط ہے لہذا وہ خود شرعی موازین کے پابند ہیں ۔ کہا جاتا ہے بعض اسلامی فلاسفہ جو مکمل طور پر مبانی فلسفہ کے بارے میں تسلط اور آگاہی رکھتے ہیں فقط ان مسائل و مباحث میں کہ جو اسلامی مسائل سے مربوط نہیں ہیں یا جگہوں پر اتفاق رکھتے ہیں انھوں نے مباحث سے استفادہ کیا ہے لیکن ان مواقع پر جہاں وحی الٰہی سے اتفاق نہیں رکھتے وہاں مکمل طور پر وحی الٰہی کی پیروی اور اس پر اعتماد کیا ہے ،نیز مکتب وحی کے نظریہ کو منتخب کیا ہے اور اس کے معتقد ہیں ۔

البتہ ایسے افراد در حقیقت فقیہ اور عالم ربانی ہیں ۔ دوسرے کچھ اسلامی فلاسفہ اس کے باوجود کی اسلام سے وابستگی رکھتے ہیں عملی طور پر علمی مباحث میں افکار و آراء نوابغ بشری اوربزرگوں کو اپنا محور قرار دیا ہے ۔ اور اپنے افکار میں مختلف مسائل پر اعتماد کیا ہے یہاں تک کہ اگر مکتب وحی سے حاصل شدہ نتائج ان کے افکار کے موافق نہ ہوں تو منابع و اسناد وحی کی تاویل و توجیہ کرنے لگتے ہیں جیسا کہ اس مقالہ کا خاتمہ اس گفتار کے شواہد میں سے ایک ہے ۔

مکتب عرفان واشراق

(Gnosticism and Illumination School)

عرفاء اور اشراقیوں میں جو تفاوت اور فرق ہے اس اعتبار سے یہ دونوں مشترک ہیں کہ عقل اور کشف کو جمع کرنے کے قائل ہیں ۔ دونوں میں سے ہر ایک نے اپنی ایک حد مقرر کی ہے نہ اس معنیٰ میں کہ یہ دونوں تمام مراحل میں ہمراہ رہیں کہ کشف حقائق کے اعتبار سے عقل و کشف دونوں اسے ثابت کریں اور اس پر دلیل ہوں بلکہ دونوں میں سے کوئی بھی کسی مورد میں کوئی چیز ثابت کرے تو وہ قابل قبول ہے ، گزشتہ مطالب سے روشن اور واضح ہوجاتاہے کہ یہ روش اور طریقہ بھی مخدوش ہے اور جو ااعتراض روش دوم اور سوم میں وارد ہوا ہے اس مذکورہ موردمیں بھی صادق آتا ہے۔ یہ لوگ فلاسفہ سے زیادہ آیات اور روایات میں توجیہ اور تاویل کرتے ہیں اور اپنے نظریات کو ثابت کرنے کے لئے متشابہ آیات اور احادیث سے تمسک کرتے ہیں ۔

مکتب وحی (The School Of Revlation)

گزشتہ بحث سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کشف اور حقائقکے بارے میں جو معیار ہے وہ عقل فطری ہے اور یہ وہ حجت ہے ۔ اصطلاحی حوالے سے مستقلات عقلیہ کے حدود میں عقل قطعی طور پر حجت ہے۔

عقل فطری ہے کہ ہمیں اسی عقل فطری کے ذریعہ مکتب وحی تک پہنچنے کا راستہ مل جاتا ہے جس کی وجہ سے ہم خداوند عالم اور رسالت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ پر پختہ ایمان و اعتقاد رکھتے ہیں ۔ یہی مکتب وحی کا معیا ر اور میزان ہے لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کے بارے میں غور وفکر اورتدبر کریں تاکہ اس سے فائدہ اٹھاسکیں یہ اس شخص کے مانند ہے جو شمع کے نور کے ذریعہ تاریک بیابان و صحراء میں کہ جو کانٹے اور خش وخاشاک اور قیمتی گوہر سے پرہے،اس میں نفیس اور قیمتی ہیرے اور لعل و یاقوت کی تلاش میں ہو اور اسی دوران وہ شخص بے انتہا نورانی منبع سے روبرو ہوجائے توظاہر سی بات ہے ایسی صورت میں انسان کو چاہیئے کہ بہتر سے بہتر طریقے سے اس نورانی جلوے سے فائدہ اٹھائے ، کسی سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ مکتب وحی اور مستند گفتار سےتحقیق اور اس سے فائدہ اٹھائیں تو یہ بات کبھی بھی عقل فطری کے مخالف ، نہیں پیش آئے گی اگر خدا نخواستہ قرآن اور

احادیث سے استدلال شدہ مطالب کے مقابلے میں دانشمندوں اور فلاسفہ کی بات نظر آئے(کہ جو دانشمند حضرات جو آپس میں اختلاف رکھتے ہیں) تو واضح سی بات ہے کہ قرآن اور احادیث سے استفادہ کئے گئے مطالب بغیر کسی توجیہ و تاویل کے قابل قبول ہونگے ۔

کیونکہ جو کچھ بھی بنام استدلا ل عقلی وجود میں آتا ہے اور ایک دوسرے کے مقابل قرار پاتا ہے ان میں سے ہر ایک میں اپنی جگہ خطا اور غلطی کا احتمال موجود ہے بلکہ بعض اوقات تو ان سب میں یہ احتمال ہوتا ہے اس حقیقت کو دیکھتے ہوئے تعقل و تدبر و تفکر ،قرآن اور عترت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ سے تمسک کا سلسلہ جو کچھ .بیان ہوا ہے وہ سب کچھ مکتب وحی کا طرہ امتیاز ہے قرآن اور حدیث میں یہ بات متعدد بار ذکر ہوئی ہے ان میں سے ہم یہاں بعض کا ذکر کرتے ہیں :

۱۔﴿اولم یتفکروا فی انفسھم ما خلق اللہ السموات والارض وما بینھما الا بالحق واجل مسمی وان کثیرا من الناس بلقاء ربھم لکافرون﴾[۱]

کیا ان لوگوں نے اپنے اندر فکر نہیں کی ہے کہ خدا نے آسمان و زمین اور اس کے درمیان کی تمام مخلوقات کو برحق ہی پیدا کیاہے اور ایک معین مدت کے ساتھ لیکن لوگوں کی کثرت اپنے پروردگار کی ملاقات سے انکار کرنے والی ہے ۔

۲۔﴿وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا﴾[۲]

اور جو لوگ کچھ بھی رسول(صلی اللہ علیہ وآلہ)تمہیں دیدے اسے لے لو اور جس چیز سے منع کردے اس سے رک جائو ۔

۳۔" عن ابی عبداللہ ں قال حجة اللہ علی العباد النبی والحجة فیما بین العباد وبین اللہ العقل"۔[۳]

امام جعفر صادق فرماتے ہیں : لوگوں پر خدا کی حجت پیغمبر اکرم ﷺ ہیں اور بندوں اور خدا کے درمیان حجت عقل ہے (عقل کے وسیلے سے پیغمبر اکرم ﷺ کے حجت خدا ہونے کے معتقد ہوتے ہیں ۔)

٤۔" یا ھشام ما بعث اللہ انبیائہ ورسلہ الی عبادہ الا لیعقلوا عن اللہ"۔[۴]

---

(۱)۔روم:۸

(۲)حشر:۷۔

(۳) اصول کافی،ج ۱کتاب العقل والجھل ، حدیث ۲۲،ج۲،ص۲۵۔

(۴) اصول کافی،ج ۱کتاب العقل والجھل ، حدیث ۱۲،ج۲،ص۱٦۔

حضرت موسیٰ بن جعفر ہشام سے فرماتے ہیں: خداوند عالم نے انبیاء اور مرسلین کو لوگوں کی طرف نہیں بھیجا ہے مگر یہ کہ لے لیں اور درک کریں جو خدا کی طرف سے ہے یعنی ایک طریقہ اور راستہ جو اللہ نے اپنی طرف قرار دیا ہے وہ مطالب حقہ الٰہی کو لو گپیغمبروں اور رسولوں کے ذریعہ حاصل کریں۔

۵۔" من اخذ دينه من كتاب الله وسنة نبيه صلوات الله عليه واله زالت الجبال قبل ان يزول ومن اخذ دينه من افواه الرجال ردته الرجال" ۔[۱]

امام علیہ السلام فرماتے ہیں: جو شخص اپنے دین (عقائدو مختلف سعادت بخش مسائل) کو قرآن اور سنت پیغمبر صلوات اللہ علیہ وآلہ سے لے تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں گے لیکن وہ بندہ خدا اپنی جگہ ثابت و استوار رہے گا اور جو شخص اپنے دین کو لوگوں کی زبان و افواہ سے حاصل کرے تو وہی لوگ اس کو اس حق سے جو ان سے لیا ہے دور کردیں گے۔ پس حق و حقیقت تک پہنچنے کے معیار کو بیان کرنے کے بعد بعض صحیح روش کے نتائج (مکتب وحی میں تعقل و تدبر) کو بعض بشری مکتب فکر کے نتیجہ کو مقائسہ کے طور پر آپ کی خدمت میں بیان کرتے ہیں۔

---

(۱) اصول کافی، خطبۃ الکتاب، ج ۱۔

معاد جسمانی اور روحانی

منجملہ مسائل میں سے جو قرآن اور احادیث سے مستفاد مطالب اور فلاسفہ و عرفاء کے آراء و افکار کے ما حصل کے درمیان تضاد اور اختلاف کھل کر سامنے آتا ہے وہ مسئلہ معاد ہے اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے سب سے پہلے قرآن اور حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں اور نہایت ہی دقت کے ساتھ قرآن اور معتبر حدیث سے استفادہ کرتے ہوئے نتیجہ حاصل کرتے ہیں تاکہ غیر مکتب وحی سے اپنے دل و دماغ کو سیر اور پر نہ کیا، اس کے بعد ہم مشہور فلسفی اخوند ملا صدر کے فلسفی نظریہ کو پیش کریں گے۔ ان کی مشہور فلسفی اور عرفانی روش جس کو جو آخری صدی کے فلسفی اور عرفانی روش کا مرکز اور محور سمجھا جاتا ہے. بیان کریں گے اس میں جو کچھ قرآن اور احادیث معتبرہ سے فائدہ اٹھائیں گے اس کی مغایرت ان کی نظر میں پائیں گے آخر کار اس عظیم اور مشہور فلسفی اور عرفانی شخصیت کے بعض تاویلات کو اس بحث میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے وہ آیات اور احادیث جو خاص طور سے معاد جسمانی کے حوالے سے بیان ہوئی ہیں آپ دیکھیں گیکہ ان سے صراحت کے ساتھ استفادہ کیا جاتا ہے قیامت کے دن یہی انسانی بدن ہونگے جو دنیا میں اسی روح اور جسم کے ساتھ تھے اسی کے ساتھ محشور ہوں گے ایسا نہ ہوگا کہ قیامت میں فقط یہی روح ہوگی اور بس۔

آیات قرآن کریم:

اس بارے میں قرآنی آیات بہت زیادہ ہیں ان میں سے بعض کو یہاں بیان کیا جاتا ہے :

۱۔﴿وضرب لنا مثلاً وَّ نَسِیَ خلقه قال من یحیی العظام وهی رمیم ئقل یحییها الذی انشاها اول مر ةوهو بکل خلق علیم﴾۔[۱]

---

(۱)یٰس ۷۸و۷۹۔

اور ہمارے لئے مثل بیان کرتا ہے اور اپنی خلقت کو بھول گیا ہے اور کہتا ہے کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے ۔(اے رسول)آپ کہہ دیجئے کہ اس کو وہی زندہ کرے گا جس نے ان کو (جب یہ کچھ نہ تھے)پہلی مرتبہ زندہ کیا وہ ہر طرح کی خلقت سے واقف ہے۔

اس آیت میں صراحت کے ساتھ اسی ہڈی کو جو اس وقت مٹی اور دھول ہوچکی ہے اس کے زندہ کرنے کے بارے میں اعلان فرمارہا ہے اور قدرت خداوندی اس وقت کو یاد دلاتی ہے کہ یہ ہڈیاں نہیں تھیں تب تو انھیں خلق کردیا اور اب تو فقط موجودہڈیوں کو جمع کرنا ہے۔

۲۔﴿ ایحسب الانسان ان لن نجمع عظامه﴾[۱]

کیا یہ انسان یہ خیال کرتا ہے ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کر سکیں گے۔

آیت غلط سوجھ بوجھ اور فکررکھنے والے انسان اور منکر قیامت کے بارے میں ہے، اور ایسے انسان کی سرزنش کر رہی ہے اور بوسیدہ ہڈیوں کیجمع کرنے کو بتاتی ہے کہ جو جمع آوری متفرع پر تفرق ہے.

یہ تمام بوسیدہ ہڈیاں جو تمہارے ظاہری بدن کے اجزاء ہیں اس سرزنش کے ساتھ منکرین قیامت کو یاد دلایا گیاہے کہ ہم ان ہڈیوں کو جمع کریں گے۔

۳۔﴿ وانظر الی العظام کیف ننشزها ثم نکسوها لحما فلما تبین له قال اعلم ان اللّٰه علی کل شیء قدیر﴾۔[۲]

پھر ان ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم کس طرح جوڑ کر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں پھر جب ان پر یہ بات واضح ہو گئی تو بیساختہ آوازدی کہ مجھے معلوم ہے کہ خدا ہر شے پر قادر ہے

---

(۱)قیامت:۳

(۲)بقرہ:۲۵۹

یہ آیت معاد جسمانی کو اچھی طرح پیش کرتی ہے جو سو سال گزرنے بعد عزیر کی سواری کو متلاشی ہونے کے بعد دوبارہ گوشت اور پوست چڑھتے ہوئے دیکھایا اور صراحت کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ روح کا ارتباط اسی انسانی بدن کے اجزاء کے ساتھ ہے اور اس بات کوذکر کیا ہے۔

٤۔﴿وان اللہ یبعث من فی القبور ﴾۔[1]

اور اللہ قبروں سے مردوں کو اٹھانے والا ہے۔

---

(۱)حج:۷

یہ بات واضح ہے کہ روحیں قبروں میں نہیں ہوتیں بلکہ وہی بوسیدہ ابدان قبر میں ہیں جنھیں زندہ کیا جائے گا۔
ان قرآنی آیات کی طرح بہت سی معتبر احادیث بھی موجود ہیں جن میں سے چند احادیث ہم یہاں بیان کرتے ہیں :

احادیث شریفہ:

۱۔"فی الاحتجاج : عن الصادق انه سئل : عن الناس یحشرون یوم القیامة عراة ؟ قال ن : بل یحشرون فی اکفانهم ،قال : انی لهم بالأکفان وقد بلیت ؟! قال ن : ان الذی احیا ابدانهم جدّد اکفانهم "۔[۱]

حضرت امام صادق سے سوال کیا گیا کہ کیا لوگ روز قیامت ننگے محشور ہوں گے ؟ حضرت نے فرمایا :بلکہ لوگ اپنے کفن کے ساتھ محشور ہونگے ،کہا گیا ان کے لئے کفن کہاں ہے؟ فرمایا جو ان کو زندہ کرے گا وہی ان کے کفن کوتازہ کرے گا۔

۲۔"عن الصادق ن قال: اذا اراد الله ان یبعث الخلق امطر السماء اربعین صباحا فاجتمعت الاوصال ونبتت اللحوم"۔[۲]

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا: جب خداوند عالم لوگوں کو زندہ کرنا چاہے گا تو چالیس دن تک زمین پر بارش ہوتی رہے گی ،اس وقت وہ تمام اعضاء جمع ہونگے اوران پر گوشت چڑھیں گے۔

۳۔عن الصادق قال: اتی جبرئیل رسول الله صلی الله علیه وآلهفاخذه وفاخرجه الی البقیع فانتهی به الی قبر فصوت بصاحبه فقال : قم باذن الله ، فخرج منه رجل ابیض الراس واللحیة یمسح التراب عن وجهه وهو یقول : الحمد لله والله اکبر ، فقال جبرئیل : عدبادن الله ، ثم انتهی به الی قبر أخر ،فقال : قم باذن الله فخر ج منه رجل مسود الوجه وهو یقول : یا حسرتاه یا ثبور اه،ثم قال له جبرئیل : عدالی ماکنت باذن الله ،فقال: یا محمد هکذا یحشرون یوم القیامة، والمؤمنون یقولون هذالقول ، وهؤلاء یقولون ماتری"[۳]

حضرت امام صادق سے منقول ہے کہ جناب جبرئیل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں تشریف لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کو بقیع کی طرف لے گئے وہاں ایک قبر پرپہنچے تو صاحب قبر کو آواز دی اور کہا : خداوند کریم کی اجازت سے قبر سے اٹھ جائو !، اتنے میں ایک شخص جس کے سر کے بال اور داڑھی سفید ہوچکی تھی قبر سے باہر آیا اس کی حالت یہ تھی کہ وہ اپنے بدن سے مٹی کو جھاڑ رہا تھا اور کہتا تھا : الحمد للہ، واللہ اکبر، جبرئیل نے کہا خداوند عالم کے اذن سے دوبارہ پلٹ جائو ، اس کے بعد دوسری قبر پر لے گئے اور کہا خداوند عالم کے اذن سے اٹھ جائو، اتنے میں ایک شخص قبر سے باہر آیا جس کا چہرہ سیاہ تھا ، وہ کہہ رہا تھا "یا حسرتاہ یا ثبوراہ!"(ہائے افسوس ہائے ہلاکت) جبرئیل نے کہا : جس حالت میں تھے پلٹ جائو! اس کے بعد جبرئیل نے کہا: یا محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ ! لوگ ایسی حالت میں روز قیامت محشور ہونگے مومنین حشر کے وقت یہ کلمات زبان پر جاری کریں گے دوسرے لوگ بھی اس طرح محشور ہونگے جو کچھ آپ ﷺ نے دوسرے صاحب قبر سے ملاحظہ کیا ۔

آیات اور روایات کے مجموعہ سے (میں نے کچھ آیات اور روایات کو نمونہ کے طور پر نقل کیا) بخوبی استفادہ کیا گیا کہ روز قیامت انسانوں کی روح ، دنیوی ابدان کے ساتھ محشور ہوگی۔

---

(۱) احتجاج ج۲ ص۲٤٦

(۲) بحارالانوار، کتاب العدل والمعاد با اثبات الحشر والکیفیتہ، ج۸، ۳۳۷۔

(۳) بحارالانوار، کتاب العدل والمعاد با اثبات الحشر والکیفیتہ، ج۸، ۳۹۷۔

معاد جسمانی کے سلسلے میں آخوند ملا صدرا کا نظریہ

اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے آخوند ملاصدرا مشہور فیلسوف بہت سے مقام پر تصریح کرتے ہیں کہ قیامت میں جو چیز پلٹے گی اور عود کرے گی یہی بدن ہے بالکل وبعینہ یہی بدن ہے، مگر بارہا تصریح کی ہے کہ بالکل اس بدن سے مراد، بدن عنصری و مادی نہیں ہے ،بلکہ صورت بغیر مادہ کے ہے ۔ جو قائم ہے نفس کے ذریعہ اور ملکات نفسانی کے ذریعہ اس نفس کا انشاء کیا گیا ہے۔

اور یہ صورت متوسط لوگوں کے لئے دنیوی انسان کو دکھائی دے گی اور نشان دے گی اور کامل انسانوں کی اس نشأۃ میں فقط روح ہوگی ۔

اب ہم آخوند ملاصدرا کی بعض عبارتوں کی یاد آوری کریں گے:

۱۔"فکلجوهر نفسانی مفارق یلزم شبح مثالی ینشامنه بحسب ملکاته واخلاقه وهیئاته النفسانیة بلا مدخلیة الاستعدادات وحرکات المواد کما فی هذا العالم شیئا فشینا" ا لی ان قال "فان قلت : النصوص القرأنیه دالة علی ان البدن الاخروی لکل انسان هوبعینه هذا البدن الدنیاوی له قلنا : نعم ولکن من حیث الصورة لامن حیث المادة وتمام کل شیء بصورته لابمادته۔"

پس ہر جوہر مفارق نفسانی کے لئے شبح مثالی لازم و ضروری ہے کہ جو نفس سے ملکاّت کے مطابق انشاء ہوئی ہے استعداد کی مدخلیت اور مادوں کی حرکات کے بغیر جس طریقہ سے دنیا میں ہوگی ۔

اس کے بعد کہتے ہیں : اگر کہو گے کہ قرآن کی قطعی دلیلیں ثابت کرتی ہیں کہ قیامت میں یہی دنیاوی بدن ہوگا تو ہم کہیں گے : صحیح ہے کہ یہی دنیا وی بدن ہوگا مگر صورت کے اعتبار سے نہ کہ مادہ کے اعتبار سے ،اس لئے کہ کسی شے کی شیئیت اس کی صورت سے ہے نہ کہ مادہ سے ۔

۲۔"وانزل من هذا المرتبة من الاعتقاد فی باب المعاد وحشر الاجساد، اعتقاد علماء الکلام کالامام الرازی ونظرائه بناء علی ان المعاد عندهم عبارة عن جمع متفرقات اجزاء مادیة لاعضاء اصلیة باقیة عندهم " الی ان قال:: " ولا یخفی علی ذی بصیرة ان النشأة الثانیة طور اخر من الوجود یباین هذا الطور المخلوق من التراب والماء والطین ، وان الموت والبعث ابتداء حرکة الوجود الی الله اوالقرب منه لا العود الی الخلقة المادیة والبدن الترابی الکثیف الظلمانی "۔[۱]

اور اس مرتبہ سے حقیر و پست تر (کہ جو پہلے ذکر کیا گیا ہے) معاد کے باب میں اعتقادی نظریہ اور اجسام کا محشور ہونا علمائے علم کلام کے اعتقاد کے مطابق جیسے امام فخر رازی اور ان ہم فکروں کا نظریہ ہے۔

کیونکہ ان کے نزدیک معاد و قیامت متفرق شدہ مادی اجزاء و اعضاء کا جمع کرنا ہے۔ باقیماندہ اجزاء اصلی کے ساتھ ان تمام اجزاء کو جمع و محشور کرنا ہے۔ یہاں تک کہ کہتے ہیں: کسی صاحب فکرو نظر پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ نشاۃ دوم وجود سے ہٹ کر ایک دوسرا ہی ماجرا ہے۔

اس دنیا کی خلقت خاک و آب اور مٹی سے ہے اور یہ موت و حشر خداوند عالم کی جانب سفر کی ابتداء ہے یا یہ اس (خداوند عالم) کی جانب قرب کی ابتدا ہے نہ کہ مادی خلقت و خاکی بدن کی طرف پلٹنا۔

جو کچھ بیان کیا گیا اس سے قرآن کریم اور معتبر احادیث سے مستفاد و مطالب اور آخوند ملاصدرا کے نظریہ میں فرق و تغایر واضح ہوجاتا ہے۔

ہاں ملاصدرا نے اسی جسم و جسمانیت اور اس کے امثال کا ذکر متعدد بار کیا ہے مگر اس کی تصریح میں بیان کیا ہے کہ مراد اس بدن سے، عنصری و مادی بدن نہیں ہے۔

---

(۱) اسفار، ج۹، ص۱۵۳، طبع بیرت۔ و در صفحات ۳۹، ۱۲، ۱۴۸، ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۳، ۱۶۶، ۱۷۴، ۱۷۸، ۱۷۶، ان صفحات میں اسی طرح کے مطالب بھی واضح بیان ہوئے ہیں۔

ملاصدرا کے نظریہ کی رد میں تین برجستہ شخصیتوں کے اقوال

اس بحث کے خاتمہ پرتین اہم علمی صاحب تقویٰ شخصیتوں کے اقوال کو نقل کرتے ہیں وہ برجستہ شخصیتیں مرحوم آیۃاللہ مرزا احمد آشتیانی، آیۃ اللہ حاج شیخ محمد تقی آملی رحمۃ اللہ علیہ اورآیۃ اللہ سید احمد خوانساری رحمۃاللہ علیہ ہیں کہ جنھوں نے مطالب کی اچھی طرح سے شرح کی ہے اور ملاصدرا کے نظریہ کی رد اور مخالفت میں شرعی دلیلوں کوکتاب خدا اور سنت نبوی واحادیث کے ذریعہ ثابت کیا ہے اس کو آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے ملاحظہ فرمائیں :۔

ا ۔مرحوم مرزا احمد آشتیانی، اصل معاد کو ثابت کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

"الثانی انه بعد ماثبت بحکم العقل والنقل لزوم المعاد ویوم الجزاء وقع البحث فی ان ما ینتقل الیه الارواح فی القیامة الکبری ویوم الحساب، هل هو عین الابدان الدنیویة البالیة العنصریة بشمل شتاتها وجمع جهاتها بامره تبارک وتعالی کما یقتضیه الاعتبار حیث ان النفس خالفت او اطاعت وانقادت لما کانت بتلک الجوارح فحسن المجازات وکمال المکافات بان یکون المجازی عین من اطاع او عصی ام لا ،بل تنتقل الی صور مجردة تعلیمیه ذات امتداد نظیرالقوالب المثالیته والصور المارتیه؟"

الی ان قال:

"ماوقع التصریح به فی القرآن الکریم هوالاول ،کما فی جواب سؤال ابراهیم ں حیث قال:رب ارنی کیف تحیی الموتی قال اولم... حکیم وقوله تعالی فی جواب (ایحسب الانسان ان لن نجمع عظامه بلی قادرین علی ان نسوی بنانه) وقوله عزشانه فی جواب سؤال من یحیی العظام وهی رمیم قل یحییها الذی انشاها اول مرة وهو بکل خلق علیم وغیر ذلک من الایات"

الی ان قال:

"ولکن جماعة من اهل الحکمة المتعارفه ذهبوا لشبهة عرضت لهم الی الثانی ولابد لنا من حلها ودفعها بعون الله تعالی"

دوم : عقل اور نقل کے حکم کے مطابق معاد کے لازم ہونے اور روز حساب کے ثابتہونے کے بعد ،بحث اس میں ہے کہ جس چیز سے ارواح قیامت اور روز حساب تعلق رکھیں گی بعینہ و بالکل یہی دینوی اجسام ہیں کہ جن کے پراکندہ ہونے کے باوجود انھیں انہی بدنوں کو جمع کیا جائے گا خداوند عالم کے حکم کے مطابق جس طرح عقلائی اعتبار سے بھی ان ہی مطالبکی اقتضاء کرتا ہے اس لئے کہ : خداوندکی مخالفت یا موافقیت اور اطاعت ان ہی اعضاء اورجوارح نے کی ہے پس بہتر ہے قیامت کے دن مجازات و عقوبت بھی ان ہی اعضاء وجوارح کوہونی چاہیئے اس بیان کے مطابق جزا یا سزا پانے والا وہی اطاعت یانافرمانی کرنے والا ہو یا وہ

نہ ہو بلکہ اروا حمجردہ ہوں ، اجسام تعلیمی کی صورتوں میں کہ جس میں امتداد بھی موجود ہو جیسے مثالی (برزخی)ڈھانچہ یا ان صورتوں اور شکلوں کی طرح جو آئینوں میں منتقل ہوتی ہیں اس کے بعد آپ فرماتے ہیں :

جس چیز کی قرآن کریم تصریح کرتا ہے وہ در حقیقت پہلا قول ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہاکہ اے میرے پروردگار! تو کیسے مردوں کو زندہ کرے گا وغیرہ

اس کے جواب میں خداوند عالم نے فرمایا : کیا تم یقین نہیں رکھتے ہو؟ اسی طرح خدا نے اس کے جواب میں فرمایا: انسان گمان کرتا ہے ہم اس کے بدن کی ہڈیوں کو جمع نہیں کریں گے بلکہ ہم یقینا جمع کریں گے اور ان ہی ہڈیوں کو پہلی حالت میں پلٹانے کی طاقت رکھتے ہیں حالانکہ ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کے پور پور کو پہلی حالت پر پلٹا دیں ۔

خداوند رب العزت نے اس سوال کے جواب میں کہ (جب ایک شخص خدمت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ میں ایکبو سیدہ ہڈی لیکر آیا اور ہاتھوں میں پیسنے کے بعد کہتا ہے کہ کون ہے جو ان بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا حالانکہ یہ تو بالکل پراگندہ و متلاشی ہوچکی ہے؟۔ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ آپ کہہ دیجئے ! ان بوسیدہ ہڈیوں کو وہی زندہ کرے گا جس نے ابتداء میں ان کو خلق کیا ہے اور وہ ہر چیز کے خلق کرنے پر قادر ودانا وتوانا ہے۔ (چاہے کوئی چیز پہلے سے ہو یا نہ ہو ۔ یا کوئی چیز ہو لیکن پراگندہ ہو چکی ہو تو اس چیز کو پہلی صورت میں پلٹا سکتا ہے) اس طرح قرآنی آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اس بدن عنصری کومادی کے ساتھ انسان کی بازگشت ہے۔

لیکن فلاسفہ کے ایک گروہ کے یہاں شبہہ ایجاد ہوا ہے، جس کی بنا پر وہ دوسرے قول اور نظریہ کے قائل ہیں ۔ (قیامت کے دن روح کا تعلق مثالی بدن کی شکل میں ہوگا) لہٰذا ضروری ہے کہ ان کے شبہات کو خداوند عالم کی مدد اور استعانت سے حاصل کریں ،اس کے بعد آخوند ملا صدرا کے مسلک کو خلاصہ کے طور پر بیان کرتے ہوئے اس پر انتقاد و تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"فانکار المعاد الجسمانی وعود الارواح الی الاجسام الذی یساعدہ العقل السلیم یخالف نص القران بل جمیع الادیان و انکار لما ھو ضروری الاسلام ، اعاذنا اللہ تعالی من زلات الاوھام و تسویلات الشیطان۔"

معاد جسمانی کا انکار اور ارواح کا اجسام میں پلٹنا جس پر عقل بھی مساعد ہے اور اس کو مانتی ہے یہ انکار قرآن کریم کے نص کے خلاف ہے بلکہ یوں عرض کروں تمام ادیان کے خلاف ہے اور دین مقدس اسلام کے ضروریات کا انکار ہے خداوند عالم ہم کو ایسی وہمی غلطیوں اور لغزشوں سے محفوظ رکھے اور شیطانی افکار اور وسوسوں سے نجات دے۔

۲۔ جناب آیۃ اللہ احمد خوانساری بحث معاد میں فرماتے ہیں پس بیشک جو بدن قیامت کے دن محشور ہوگاوہ یہی مادی و عنصری بدن ہے، چنانچہ یہ مطلب بالکل صراحت کے ساتھ قرآنی آیات و احادیث میں موجود ہے اور کبھی کہاجاتا ہے قیامت کے دن جو

بدن محشور ہوگا وہ یہ بدن مادی نہیں ہے بلکہ بدن مثالی ہے جو خداوند عالم کے اذن سے نفس کے ذریعہ وجود میں آیا ہے اور یہ بدن مثالی مختلف ہے اختلاف ملکات نفسانیہ کی بناپر کہ جو دنیا میں حاصل ہوا ہے

اس کے بعد شروع کرتے ہیں شبہوں کو ذکر کرنا اور ان کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

اس بحث میں کچھ شبہات موجودہیں کہ جو دوسرے قول سے مناسبت رکھتے ہیں ۔ (وہ یہ کہ قیامت میں مثالی بدن محشور ہونگے) اس کے بعدشبہوں کو ذکر کرتے ہوئے ان کا جواب دیتے ہیں ۔اس کے بعد وہ آیات اور روایات جو معاد کومذکورہمعنی میں ثابت کرتی ہیں ان کو ذکر کرتے ہیں ۔

۳۔ مرحوم آیۃاللہ مرزا محمد تقی آملی رحمۃ اللہ علیہ فقیہ و فلسفی، تعلیقہ شرح منظومہ کے درر الفوائد میں توضیح اور تعلیق کے بعد اس سلسلے میں جس کو مصنف نے اختیار کیا ہے فرماتے ہیں یہ آخری چیز ہے جو کہ اس طریقہ کے بارے میں کہا جاسکتاہے لیکن حقیقت مطلب ومفہوم یہ ہے کہ :

"هذا غاية ما يمكن ان يقال فى هذه الطريقة ولكن الانصاف انه عين انحصار المعاد بالروحانى لكن بعبارة اخفى فانه بعد فرض كون شيئية الشىء بصورته وانّ صورة ذات النفس هو نفسه وان المادة الدنيوية لمكان عدم مدخليتها فى قوام الشىء لايحشر، وان المحشور هوالنفس ،غاية الامر اما مع انشائها لبدن مثالى قائم بها قياما صدورياً مجرداًعن المادة ولوازمها الا المقدار كما فى نفوس المتوسطين من اصحاب الشمال او اصحاب اليمين و اما بدون ذلك ايضاً كما فى المقربين (ولعمرى) ان هذا غير مطابق مع ما نطق عليه الشرع المقدس على صادعه السلام والتحيةوانا اشهد الله وملائكته وانبيائه ورسله انى اعتقد فى هذه الساعة وهى ساعة الثلاث من يوم الأحد الرابع عشر من شهر شعبان المعظم سنة ١٣٦٨ فى امر المعاد الجسمانى بما نطق به القران الكريم واعتقد به محمد صلى الله عليه وآله والائمة المعصومين صلوات الله عليهم اجمعين وعليه اطبقت الامة الاسلامية ..."

یہ آخری چیز ہے جو اس طریقہ وروش کے بارے میں کہی جا سکتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس بات سے معادکا معاد روحانی میں ثابت ہونا منحصر ہے مگر یہ بات نہایت ہی پوشیدہ اور مخفی طورپر کہی گئی ہے بس جب ہم نے فرض کر لیا کہ کسی شے کی ہستی اور وجوداسی صورت میں اور یہ کہ صاحب نفس کی صورت خود اس کا نفس ہے اور یہ کہ دنیوی مادہ کسی شے میں مداخلت نہ رکھنے کی وجہ سے محشور نہیں ہوگااور یہ کہ قیامت کے دن جو چیز محشور ہوگی وہ وہی نفس ہے نہایت امریا جسم مثالی نفس کے انشاء سے حاصل ہوتا ہیکہ اس بدن مثالی کا قیام ایک قسم کا صدور جو مادہ اور لوازم مادہ سے عاری ہے سوائے مقدار کے ۔چنانچہ یہ مطلب نفوس متوسطہ جیسے اصحاب شمال (جہنمیوں) یا اصحاب یمین (بہشتیوں) میں موجود ہے ۔ یا انشائے نفس کے بغیر ہے جسم مثالی محشور ہوتا ہیجس طرح یہ بات مقربین سے مخصوص ہے، لیکن مجھیاپنی جان کی قسم ہے کہ یہ عقیدہ شریعت مقدسہ کے مطابق نہیں ہے کہ اس شریعت کے مبلغ اور مبین پر (پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ) درود وسلام ہو، اور میں اللہ اور اس کے ملائکہ اور انبیاء و

مرسلین کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اس وقت ۱٤ شعبان المعظم ۱۳٦۸ھ اتوار کے دن تین بجے، اس معاد جسمانی پر میرا عقیدہ ہے کہ جس کو قرآن مجید اور حضور اکرم ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ اور ائمہ معصومین (ع) نبیان فرمایا ہے اور اس بیان پر میرا عقیدہ استوار و قائم ہے اور اس پر تمام امت اسلامی کا اتفاق ہے ان تین اقوال میں ملاصدرا کے نظریہ اور عقیدہ کو شدت سے رد کیا گیا ہے ۔ اور وہی معاد جسمانی کا عقیدہ تمام علماء وفقہاء اور محدثین کی نظر میں مورد قبول واقع ہوا ہے۔

فہرست

مشخصات ۴
پیشگفتار ۵
کیہان فرہنگی کا مقدمہ ٦
گفتار مترجم ۷
معیار شناخت(Epistemology) ۸
مادیوں کا مکتب(Materialistic School) ۸
صوفیوں کا مکتب(Sufi School Of Thought) ۸
فلاسفہ کا مکتب(School Of Philosophy) ۱۱
شیخ الاشراق اور شیخ الفلاسفہ کے نظریہ کے بنیادی اختلافات : ۱۳
مکتب عرفان واشراق ۱٦
(Gnosticism and Illumination School) ۱٦
مکتب وحی (The School Of Revlation) ۱٦
معاد جسمانی اور روحانی ۱۹
آیات قرآن کریم: ۱۹
احادیث شریفہ: ۲۲
معاد جسمانی کے سلسلے میں آخوند ملا صدرا کا نظریہ ۲۴
ملاصدرا کے نظریہ کی رد میں تین برجستہ شخصیتوں کے اقوال ۲٦